171456 ـ اگر مطلقہ عورت شادی کر لے تو بچی کی پرورش کون کریگا ؟

سوال

میں نے اپنے سے خلع کے ذریعہ طلاق حاصل کی ہے جس کی توثیق ہماری کیمونٹی کے کچھ علماء نے بھی کی ہے کیونکہ میرا سابقہ خاوند سخت مزاج ہونے کی بنا پر خلع سے انکار کرتا تھا، خلع حاصل کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ میرے اور بیٹی کے اخراجات برداشت نہیں کرتا تھا بلکہ ہمارا خیال تك بھی نہیں کرتا، اس وقت میری بیٹی کی عمر ابھی ایك برس بھی نہیں تھی.
ایك سال کے دوران علماء کرام نے اس کے ساتھ بات چیت کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے قوی الحجت ہونے کی بنا پر مجھے امریکی عدالت میں جانے کا مشورہ دیا تا کہ میں اپنی بیٹی کے اخراجات خاوند سے حاصل کر سکوں، امریکی عدالت جانا اپنی توہین سمجھی، لیکن محسوس کیا کہ اس کے علاوہ کوئی اور حل نہیں ہے.
اپنے سابقہ خاوند سے بیٹی کے اخراجات میں اسلام کے مطابق عمل کرتی ہوں، اسی طرح بیٹی کو ملنے کے لیے ایك شیڈول بنایا گیا ہے جس میں باپ کچھ وقت اپنی بیٹی کے ساتھ رہتا ہے اس دوران وہ بیٹی سے قوی تعلقات بنانے کی کوشش کرتا ہے، اب میری بیٹی میرے اور میرے والد صاحب کے ساتھ رہتی ہے میں دوسری شادی کرنا چاہتی ہوں میں بچی کے متعلق دریافت کرنا چاہتی ہوں، مجھے یہ تو علم ہے کہ اگر عورت دوسری شادی کر لے تو وہ بچے کے حق پرورش سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے، حالانکہ میری بیٹی اس وقت سات برس کی ہے اور وہ میرے ساتھ ہی رہنا چاہتی ہے، کیا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف تو نہیں پایا جاتا، اگر حقیقتا میری بچی میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو کیا شادی کے بعد بھی میرے ساتھ رہنا ممکن ہے.
یہ ملحوظ خاطر رہے کہ میرا ہونے والا خاوند میری اس بچی کو اپنے ساتھ رکھنے اور پرورش کرنے پر تیار ہے، اور اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا، باوجود اس کے کہ میرا سابقہ خاوند خود تو سنی ہے لیکن اس کے سارے گھر والے غیر مسلم اور شیعہ ہیں اس بنا پر میں جانتی ہوں کہ میرا سابقہ خاوند دینی معاملات میں سست ہے، اور میں نے نہیں چاہتی کہ میری بیٹی ایك غیر اسلامی ماحول میں پرورش پائے کیا یہ ممکن ہے کہ میری والدہ اس کی پرورش کرے اور پھر بلوغت کے بعد کیا ہوگا کیا وہ دوبارہ میرے ساتھ آ کر رہ سکے گی یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ابو داود اور مسند احمد کی درج ذیل حدیث کی بنا پر سات برس کی عمر تك ماں پرورش کرنے کی زیادہ حقدار ہے:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگی:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا پیٹ میرے اس بیٹے کے لیے برتن اور میری چھاتی اس کے لیے مشکیزہ اور میری گود اس کے لیے جائے امن تھی، اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اب اسے بھی مجھ سے چھیننا چاہتا ہے.

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب تک تم نکاح نہیں کر لیتی تم اس کی زیادہ حقدار ہو "

مسند احمد حدیث نمبر (6707) سنن ابو داود حدیث نمبر (2276) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اس لیے جب عورت شادی کر لے تو اس سے حق پرورش منتقل ہو کر دوسرے کی طرف منتقل ہو جائیگا، اس میں فقھاء اختلاف کرتے ہیں کہ آیا ماں کے بعد حق پرورش کسے منتقل ہوگا ؟

بعض فقھاء کہتے ہیں کہ بچہ نانی کی پرورش میں چلا جائیگا، مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کرام کا مسلک یہی ہے اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ حق پرورش باپ کو مل جائیگا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہ اللہ نے یہی قول اختیار کیا ہے "

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (17 / 302) اور الشرح الممتع (13 / 535).

زاد المستقنع میں درج ہے:

" ماں زیادہ حقدار ہے، اس کے بعد نانی پڑنانی اور پھر باپ اور دادی پھر دادا نانا اور ان کی مائیں بھی اسی طرح ....

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس کی شرح میں کہتے ہیں:

" مؤلف رحمہ اللہ نے جو یہ ترتیب ذکر کی ہے یہ کسی دلیل پر مبنی نہیں اور نہ ہی کسی تعلیل پر اور اس میں کچھ تناقض سا پایا جاتا ہے اور اس پر دل بھی مطمئن نہیں ہوتا، اس لیے پرورش میں ترتیب کے متعلق علماء کرام کے کئی ایک اقوال پائے جاتے ہیں، لیکن ان سب اقوال کی کوئی دلیل نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جاسکے.

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مطلق طور پر قریبی کو مقدم کیا جائیگا چاہے باپ ہو یا ماں یا پھر دھدیال میں

سے یا ننھیال میں سے اور اگر سب برابر ہوں تو عورت کو مقدم کیا جائیگا، اور اگر دونوں مرد ہوں یا عورتیں ہوں تو پھر ایك طرف قرعہ ڈالا جائیگا اور دھدیال سے باپ مقدم ہو گا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (13 / 535).

لیکن اس قول کے مطابق کہ نانی پر باپ کو مقدم کیا جائیگا باپ کی حالت کو دیکھا جائیگا کہ آیا اس میں پرورش کی کتنی صلاحیت پائی جاتی ہے اور وہ بچے کی تربیت کرنے کی کتنی قدرت و استطاعت رکھتا ہے، لہذا اگر خود فاسد ہو یا پھر تربیت کرنے سے عاجز ہو تو پھر حق پرورش دوسرے کی طرف منتقل ہو جائیگا.

اس طرح کے مسائل حل کرنے کے لیے خیر و صلاح کے حامل اشخاص کو آگے آنا چاہیے، تا کہ بچے کے لیے بہتر اور اچھا اختیار کیا جائے اور خاوند یا بیوی میں سے کسی کو بھی ضرر و نقصان پہنچانے سے دور رہنے کی کوشش کرنی چاہیے.

دوم:

جب عورت شادی نہ کرے اور بچہ سات برس کا ہو جائے تو پھر:

1 ـ اگر بچہ ہو تو اسے ماں یا باپ میں سے کسی ایك کو اختیار کرنے کا کہا جائیگا جسے وہ اختیار کرے بچہ اس کی تحویل میں ہوگا؛ کیونکہ نسائی اور ابو داود کی حدیث میں ہے کہ:

ایك عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی:

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرا خاوند میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے، میرے بیٹے نے مجھے بہت فائدہ دیا ہے اور مجھے ابو عنبہ کے کنویں سے پانی پلاتا رہا ہے.

اس عورت کا خاوند آیا اور کہنے لگا: میرے بیٹے میں مجھ سے کون جھگڑتا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بچے یہ تمہارا باپ ہے، اور یہ تمہاری ماں ہے تم میں جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو "

تو بچے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور ماں اسے لے کر چل دی"

سنن نسائی حدیث نمبر (3496) سنن ابو داود حدیث نمبر (2277) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے، اور حنابلہ اور شافعیہ نے بھی یہی مسلك اختیار کیا ہے.

2 ـ اور اگر بچی ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں اسے بھی اختیار دیا جائیگا.

لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بچی کی پرورش کی ماں زیادہ حقدار ہے، جب تك بچی کی شادی نہیں ہو جاتی یا پھر بالغ نہیں ہو جاتی وہ ماں کے پاس رہےگی.

اور امام مالك رحمہ اللہ کہتے ہیں: شادی اور رخصتی تك اس کی ماں زیادہ حقدار ہے.

اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: بچی کا باپ زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ باپ حفاظت کے لیے زیادہ بہتر و اولی ہے.

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (17 / 314 ـ 317).

سوم:

جب بچہ عقل و رشد کو پہنچ جائے تو ماں اور باپ میں سے جسے چاہے اختیار کر سکتا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حق پرورش اسی پر ثابت ہوگا جو بچہ ہو یا پھر بے عقل ہو، لیکن بالغ اور عقل و رشد رکھنے والے کی پرورش کا کوئی حق نہیں، اور اسے ماں اور باپ میں سے جسے چاہے کے ساتھ رہنے میں اختیار ہے.

اگر مرد ہو تو اسے اکیلا رہنے کا بھی حق ہے، کیونکہ وہ ماں اور باپ سے مستغنی ہے، اور مستحب یہی ہے کہ وہ اکیلا نہ رہے اور ماں باپ سے صلہ رحمی کو ترك مت کرے.

لیکن اگر لڑکی ہو تو وہ اکیلا رہنے کا حق نہیں رکھتی باپ اسے روك سکتا ہے، کیونکہ اکیلا رہنے کی حالت میں اس کے پاس خراب اور غلط قسم کے افراد کو روکنے والا کوئی نہیں ہوگا، اس طرح اس کے خاندان اور گھر والوں کو عار کا سامنا کرنا پڑیگا، اور اگر اس بچی کا باپ نہ ہو تو پھر اس کے ولی اور خاندان والوں کو روکنے کا حق حاصل ہوگا " انتہی

دیکھیں: المغنی (8 / 191).

واللہ اعلم .